(رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۱)

فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین

اکتوبر

الحافظ

وقائع حقہ شیعہ مذہبی اور علمی ماہوار رسالہ

زیر حمایت

[illegible]

مدیر

خاکسار ایم۔ ایم عبداللہ

فی سبیل اللہ بالکل مفت

سامعین باتمکین آجکل اشتہارات کی ہرطرف سے بھرمار ہے۔ جس کو دیکھو اپنے آپ کو بالکل سچا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس جھوٹے فرقے سے الگ ہوں آیہ لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ دوسرے میرا سچ جھوٹ میرے اشتہارات سے ہی معلوم ہوگا۔ کہ مجھے کچھ لالچ نہیں اور پیسے کچھ لینا نہیں چاہتا۔ لہذا جملہ اہل اسلام و ہنود صاحبان کو اعلان ہے کہ اگر کسی صاحب کو کوئی مشکل درپیش ہو یعنی کوئی صاحب بے روزگار ہوں یا دشمنوں سے دل تنگ ہو یا کوئی مقدمہ معاملہ درپیش ہو۔ یا کسی عورت مرد سے محبت ہو۔ وہ نہ ملتا ہو۔ یا کسی جگہ حسب خواہش شادی کرنا چاہتے ہوں۔ یا غائب کے اطلاع سے خبردار ہونا چاہتے ہوں۔ یا کوئی صاحب کسی مہلک مرض میں گرفتار ہوں یا کسی عورت مرد کو جن خبیث دیو پری ستاتا ہو یا نظر ہو یا جادو سحر کا عمل ہو۔ فوراً جوابی ڈاک مع ۱۰ بذریعہ منی آرڈر بھیجکر تعویذ کالا جادو منگا کر دلی مراد پاویں۔ تعویذ صرف بازو پر باندھنا پڑتا ہے۔ عمل یا چلہ کشی نہیں کرنی پڑتی بحکم خدا اول ہی روز یا تیسرے روز یا ساتویں یا اکیسویں روز حتیٰ کہ چالیس روز میں دلی مراد حسب منشا مل جاتی ہے۔ اگر آپ کی مراد نہ بر آئے۔ تو میں حلفیہ لکھتا ہوں کہ ہم بھی خرچہ رجسٹری وغیرہ رکھنے حرام سمجھ کر واپس کر دوں گا۔ اب آپ کا ایمان جانے تعویذ کو جائز طور پر استعمال کریں یا ناجائز پر معاوضہ آپ کے ذمہ اگر آپ اس کے ساتھ کتاب کالا جادو جو سو سال کا گذشتہ احوال اور سو سال کا آئندہ حال بتلانے والی کتاب منگا لیں۔ تو بہت جلد مقصد بر آوے قیمت ۱۲ ہے۔ اگر ناپسند ہو حلفیہ قیمت واپس کر دی جائے گی۔ اگر تعویذ کالا جادو اور کتاب کالا جادو سے آپ کا کام ہو جاوے تو کچھ میرا نذرانہ بھیجدیں۔ ورنہ ہم ہرگز بھی نہ مانگیں۔ ایک سارٹیفکیٹ جناب سید اکبر علی صاحب پہاڑ پور ضلع اعظم گڈھ سے لکھتے ہیں۔ ۲ عدد تعویذ کالا جادو بھیجا اول ہی روز اثر دکھلایا ۴ بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے یہ سارٹیفکیٹ مدیر صاحب الحافظ کی نظر سے گذر چکا ہے۔ اگر کسی کو اعتبار نہ ہو تو جوابی کارڈ لکھ کر مندرجہ بالا پتہ سے دریافت کریں۔

پچاس ۵۰ روپیہ کی کتب پچیس ۲۵ روپیہ میں ایک گھڑی انعام

بہار عیش باتصویر تین روپے آٹھ آنہ

مخزن السحر [illegible] - پیر خود وسال ۴ - طلسم حیرت [illegible] - تعویذ محبت [illegible] - تعویذ حب ۸ - سرمہ محبت [illegible] مفتاح الغیب ۲ - رنجیہ کوک شاستر [illegible] - جام جمشید [illegible] - دیوان جانی صاحب ۸ - قرآن شریف مترجم مولانا فرمان علی قیمت [illegible] ذائقہ ماتم عجیب کتاب [illegible]



پتہ
پنجتنی کمپنی۔ نانوتہ۔ ضلع سہارنپور

قیمت سالانہ ۴ عہ | الحافظ | قیمت فی پرچہ ۴ چار آنے

جلد چہارم | بابت ماہ اکتوبر ۱۹۲۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۰

باب الفتاوے

سوال: ۔ کفار سے رشوت لینا۔ یا کفار کا مال چرا لینا یا ان کے بنک میں روپیہ رکھ کر اُن سے سود لینا شرعاً مذہب شیعہ میں جائز ہے یا نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب: ۔ صورتِ مرقومہ میں کسی چیز کا چرا لینا یا رشوت لینا تو کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ خواہ مسلم سے ہو یا غیر مسلم سے۔ غیر مسلم خواہ اہل کتاب ہوں یا بے کتاب ان کا مال چرانا یا اُن سے رشوت لینا حرام اور گناہ ہے۔ البتہ کفار کے بنکوں سے جن میں کہ حصہ دار کوئی مسلمان نہ ہو۔ روپیہ رکھ کر منافع حاصل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ منافع حاصلہ سے خمس نکال دیا جائے +

سوال: ۔ فاطمہ صغریٰ حضرت امام حسینؑ کے ساتھ معرکۂ کربلا میں شریک تھیں یا بیمار اور مریض ہونے کے سبب مدینہ میں تھیں۔ یہاں ذاکر لوگوں نے بہت مبالغہ سے کام لیا ہے اور حضور کے فتویٰ کا انتظار ہے ارشاد فرمائیں۔ کہ اس روایت کا پڑھنا اور سننا ذاکرین اور سامعین کے لئے موجب ثواب ہے یا معصیت۔ بینوا و توجروا

الجواب: ۔ روایاتِ صحیحہ معتبرہ سے یہ ثابت ہے۔ کہ فاطمہ صغریٰؑ ہمراہی سید الشہدا علیہ السلام معرکۂ کربلا میں موجود تھیں۔ بیماری یا کسی اور وجہ سے ان کا مدینہ میں رہنا کسی قابلِ اعتماد روایت سے نہیں ثابت ہوتا۔ جو ایک روایت کہ علامہ مجلسیؒ نے فاطمہ صغریٰؑ کے مدینہ میں رہنے کے متعلق بحار میں نقل کی ہے۔ وہ روایت بوجہ مخالفت اخبار متواترہ متکاثرہ کے خالی از غرابت نہیں ہے۔ جیسا کہ جلاء العیون میں خود جناب مجلسیؒ نے بھی اس کے متعلق لکھ دیا ہے۔ کہ "ایں حدیث خالی از غرابتے نیست"۔ اندریں صورت ذاکرینؒ نے فاطمہ صغریٰؑ کے متعلق جس قدر قصے کہانیاں بنائی ہیں محض افترا اور بہتان ہے۔ ان کا پڑھنا اور سننا معصیت میں داخل ہے + وہو العالم

سوال: پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام یا حضرات آئمہ معصومین کی ازواج بھی جناب خاتون جنت فاطمہ زہرؑ کی طرح کیا طاہرہ مطہرہ تھیں اور خانہ کعبہ و مسجد میں بحالتِ جنابت ان کے لئے جانا جائز تھا یا نہیں +

الجواب ۔ جناب سیدہ فاطمہؑ منصوص العصمت والطہارت تھیں۔ ان کو کعبہ میں رہنا ہر حالت میں جائز تھا اور ازواج آئمہ معصومین نہ منصوص الطہارت والعصمت تھیں۔ اور نہ خانہ کعبہ و مسجد میں جنب قیام کر سکتی تھیں۔ وہو العالم

علی الحائری

شذرات

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

آپس میں مخالفت عداوت اور نفرت جن سے فتنہ و فساد کی عمارت بلند ہوتی ہے۔ اور جو اپنے جلو میں غیر معلوم طریق پر بے انداز تباہیاں لاتی ہیں۔ خواہ دنیا کے کسی حصہ اور کسی طبقہ میں ہو اولوالالباب کے نزدیک حقارت اور ذلت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے۔ اور کوئی دانشمند اس کو پسند نہیں کرتا۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ صادق و کاذب، مظلوم و ظالم میں ہر انسان کو صادق اور مظلوم سے ضرور فطری طور پر ہمدردی ہوتی ہے۔ اور ہونی بھی چاہئیے ٭

ہم کو افسوس سے اس وقت اجمالی طور پر صرف اس قدر کہنا ہے۔ کہ ایک عرصہ سے فرقہ حقہ شیعان لکھنؤ کی دو نمائندہ جماعتیں یعنی شیعہ کالج اور شیعہ کانفرنس آپس میں برسرِ پیکار ہیں۔ اور دونوں کے آرگن ایک دوسرے کے خلاف مضامین لکھ رہے ہیں۔ اور طرفداروں نے ایک دوسرے کی حمایت میں اودھم مچا رکھا ہے۔ اور کتمان حق کے لئے عمداً غلط فہمیاں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اسی طرح بدقسمتی سے پنجاب کے دو شیعہ اخبار بھی آج کل ایک دوسرے کی تضحیک و تذلیل میں کمربستہ نظر آ رہے ہیں۔ اور مریدانِ خوش عقیدہ کے لئے ایک نیا مشغولہ پیدا ہو گیا ہے ٭

عہدِ حاضرہ میں یہ ایک عجیب اصول دیکھا جا رہا ہے۔ کہ جہاں دو فرقے یا دو آدمی یا دو اخباروں میں باہمی مخالفت کا آغاز ہوا جھٹ ایک دوسرے کے خلاف توہین آمیز مضامین اور ریزولیوشنز چھپوانے شروع ہو جاتے ہیں۔ در اصل اس طوفانِ بے تمیزی سے ایک کو دوسرے کے خلاف ابھار کر تیار کیا جاتا ہے۔ اور درحقیقت وہ لوگ تماشہ بین ہوتے ہیں۔ جو ایسی ظاہری نمائشوں سے ان کو لڑوا کر خود تماشہ دیکھا کرتے ہیں۔ اِلّا ماشاء اللہ ایسے بہت کم لوگ ہیں۔ جو فریقین کو اصلاح کی طرف مائل کریں۔ اور ان کو یاد دلائیں کہ نادانو! قرآن نے تو بنص اِنما المومنون اخوۃ اور بفرمان واذکروا نعمت اللہ اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ مومنین میں باہمی محبت و اخوت کا سنگِ بنیاد رکھ دیا ہے۔ اور سرورِ عالم صلعم نے عملاً ایک کو دوسرے کا بھائی بنا دیا ہے۔ پھر تم اس کے خلاف کیوں اپنوں ہی کی پگڑیاں اتارتے اور ایک دوسرے کی تضحیک و تذلیل میں کمربستہ ہو گئے ہو۔ اگر بمقتضائے بشریت کسی معاملہ میں غلط فہمی ہو گئی ہے۔ تو کسی مسلمہ فریقین بزرگوار کے زیر قیادت منشاء غلطی کا فیصلہ کر کے اس بے لطفی اور مضرت رساں فتنہ کا خاتمہ کر دو۔ اور اغیار کو مسرت کا موقع نہ دو۔ اور تماشا نہ دکھاؤ۔ زمانہ کی نزاکت۔ دوسری قوموں کی ترقی۔ اپنی جماعت کی فلاکت کو مدِ نظر اور حدِ بصر رکھتے ہوئے اسلام کے حالِ زار پر رحم کرو۔ اور جرائدِ ملیہ کے قیمتی کالموں کو فتنہ انگیز اور شر خیز آگ کی نذر کرنے کی بجائے حمایتِ شریعت غرا و تحفظ ملتِ بیضاء کے علمی مضامین سے منور و مزین کرو۔ میں خلوص قلب

کے ساتھ جو مجھے دونوں جماعتوں اور ان کے رہنماؤں سے ہے۔ یہ چند سطور لکھنے پر مجبور ہوا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اس کو کسی بدنیتی پر محمول نہ کیا جائے گا۔

مدیر

[الیس اللہ بکاف عبدہٗ]

خدا کی توحید و معرفت میں قادیانی کی باطل تعلیم

ابن اللہ ہونا (الہام مرزا صاحب) انت منی بمنزلۃ ولدی یعنی اے مرزا تو ہمارے بیٹے کی بجا ہے۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶)

انت من مائنا وھم من فشل یعنی اے مرزا تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ خشکی سے (اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴)

خدا کا حلول مرزا صاحب لکھتے ہیں خدا میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ میرے اعضا اس کے اعضا میری آنکھ اس کی آنکھ۔ میرے کان اس کے کان۔ اور میری زبان اس کی زبان بن گئی۔ الوہیت مجھ میں موجزن تھی۔ الخ (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ و صفحہ ۵۶۵)

خود مرزا کا خدا ہونا۔ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں (کتاب البریہ صفحہ ۷۹)

مرزا کا بیوی ہونا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۳)

خالق زمین و آسمان ہونا۔ عبارت مرزا صاحب بطور اختصار: "سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ اور میں دیکھتا تھا۔ کہ میں اس خلق پر قادر ہوں پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا (کتاب البریہ صفحہ ۷۹)

خالق خدا ہونا۔ الہام مرزا صاحب۔ انت منی و انا منک۔ یعنی اے مرزا تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ یعنی میں تیرا خالق ہوں اور تو میرا خالق ہے۔ نعوذ باللہ۔

خدا کا انسان پر سوار ہونا۔ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ نے اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوا۔ جیسے اونٹنی پر سوار ہوتا ہے (توضیح المرام صفحہ ۵۵)

خدا کی تاریں و عرض و طول و اعضا (اصل عبارت مرزا صاحب۔ اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں۔ عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس کی تاریں ہیں (توضیح المرام صفحہ ۸۵)

تثلیث کی تعلیم۔ چونکہ روح القدس ان دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ دونوں کے لئے بطور ابن ہے۔ اور یہی پاک تثلیث ہے۔ (توضیح المرام صفحہ ۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی غلطی کھائی۔ عبارت مرزا صاحب: "ایسا ہی آپ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے امت کے سمجھانے کے واسطے خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرما دیا (ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۲)

یہ ہیں مرزا صاحب کے عقائد ہر ایک مسلمان کو چاہیئے۔ کہ مرزائیوں سے انہی مسائل پر بحث کرے اور اکل و شرب میں اُن سے اجتناب و احتراز کرے۔ کیونکہ ان کے یہ باطلہ عقائد سراسر اسلام حقیقی کے مخالف ہیں۔ عموم اہل اسلام کی آگاہی کے لئے ان کے یہ چند عقیدے لکھ دیئے ہیں۔ اور ان شاء اللہ آئندہ بھی اس سلسلہ میں کچھ نہ کچھ ہم لکھتے رہیں گے۔ تاکہ عام

فاطمی مزارِ پاک اور بنی فاطمہ سے چند سوالات

(۱) کیا بنی فاطمہ کی قومی و مذہبی روایات یہ بتاتی ہیں کہ سب سے پہلے سید العالمینؐ نے بحکم رب العالمین علانیہ اپنے قریب ترین رشتہ داروں کی مجلس اقربین قائم فرما کر اور ان کے سامنے اسلام پیش کر کے ہر ایک قریب سے مدد چاہی تھی۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا جناب سیدۃ النساء العالمینؑ کا روضۂ پاک بھی سب سے پہلے اپنے اقربین ساداتِ بنی فاطمہ سے اپنے لئے خالص مجالسِ فاطمین قائم کئے جانے کے بعد اپنی شکستہ حالی پیش کر کے اور اپنی تعمیر و حفاظت کا خاموش استغاثہ زبانِ حال سے بیان کر کے امداد طلب کر رہا ہے یا نہیں ؟

(۲) کیا مثل مجلس اقربین بنی فاطمہ کے لئے اپنی خالص جنت البقیع مجالس فاطمین ہر ملک دہر دیارِ عالم میں جہاں ہر دو فرد بنی فاطمہ بھی ہوں۔ قائم کر کے اور ممالک مشرق و مغرب کے صدر مقامات میں مرکزی انجمنیں بنا کر اور مومنین و موقنین و مسلمین محبین کے ساتھ شاملات میں بھی علیحدہ علیحدہ بھی دوہرا نہرا زور لگا کر اور خالص جنت البقیع کمیٹیاں تشکیل کر کے اور اپنے اپنے ملکوں کے ہمدردان بنی فاطمہ و دوست اقوام سے امداد و اعانت لے کر جنت البقیع کی تعمیر و حفاظت کا بندوبست کرنا ضروری ہے یا نہیں ؟

(۳) کیا اگر ساداتِ بنی فاطمہ کی سرزمین کے مقامی قبرستانوں اور مقبروں کو پیروانِ شیخ نجدی منہدم کر ڈالیں۔ تو وہ مرمت کی کارروائی کرنے پر مستعد ہو جائیں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا آپ کی جدہ ماجدہؑ کا روضۂ پاک بھی آپ کی جدوجہد اور کوشش کا زیادہ مستحق ہے یا نہیں ؟

(۴) کیا اگر پیروانِ شیخ نجدی ساداتِ بنی فاطمہ کے مقامی قبرستانوں اور خانقاہوں کو منہدم کر ڈالیں۔ تو وہ قانونی چارہ جوئی کرنا اور وہاں کے لئے محافظ مقرر کرنا ضروری خیال کریں گے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کیا بنی فاطمہ اپنی اماں حوائے ثانیؑ کی قبر پاک کے لئے بھی مجلس اقوام میں قانونی چارہ جوئی کرنا۔ اور مقدمہ طے کروانے اور قومی محافظین مقرر کئے جانے کی اجازت لینے کے بعد وہاں پر اپنے محافظ مقرر کرنا ضروری سمجھیں گے۔ اگر سمجھیں گے۔ تو پھر بنی فاطمہ نے جنت البقیع کا معاملہ کیوں تعویق میں ڈالا ہوا ہے؟

(۵) کیا اس زمانۂ انہدام میں بنی فاطمہ کی نظر میں جناب سیدہؑ کے روضۂ پاک کا یہ شرف و اعزاز نہیں رہا کہ ہر متنفس بنی فاطمہ اپنے مقدور بھر اپنے قول و فعل اور روپے پیسے سے اس کی تعمیر و حفاظت کے لئے کوشش کرے۔ اور جی نہ چرائے۔ بلکہ خاموش استغاثہ پر لبیک کہہ کر میدانِ عمل میں قدم اٹھا کر آگے بڑھا ہے۔ اور کیا بنی فاطمہ کے لئے یہ باعثِ عزت نہیں کہ فاطمی مرقد پاک کے لئے راج، مزدور، اور بڑھئی، لوہار اور انجنیئر وغیرہ سب کے سب ساداتِ عظام ہوں۔ اور صرف انہیں کے روپیہ سے روضۂ پاک تعمیر کیا جاوے۔ پس اگر قوم بنی فاطمہ اس کو اپنا فخر سمجھتی ہے۔

تو اپنی مخدومۂ کونین کی خدمت گذاری کے لئے اپنے میں سے پہلے ایسے خادمین جنت البقیع کا اعلان کریں جو بذات خود یا بذریعہ عوض خادم اپنے خرچ پر کم از کم اپنی عمر کا ایک سال معاملات جنت البقیع کی درستی کے لئے وقف کر سکیں۔ اور اپنے اپنے ملک کے دار الخلافہ میں وقت و مقام مقررہ پر مجتمع ہو کر ادر مرکزی مجالس فاطمین بنا کر کام شروع کر دیں۔ اور موقعہ و اجازت تعمیر ملنے سے پہلے پہلے فاطمی روپے فاطمی راجوں۔ فاطمی مزدوروں اور انجینئروں وغیرہ کی فہرستیں تیار کر کے رکھیں اور اپنے اس عمل کو حج و زیارت سے زیادہ تصور کریں۔ یعنی جو عارفین نور محمدیؐ و پارۂ نور محمدیؐ کو مسجود ملائک اور باعث حج و زیارت سمجھتے ہوں اور ان کی خدمت گذاری اپنے ہر عمل سے زیادہ افضل خیال کرتے ہیں۔ وہ حج و زیارت کے نام کا روپیہ بھی جنت البقیع کی خدمت گذاری میں صرف کریں +

التماس از ناظرین سوالات ہر محب ناظر کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ ان سوالات کو اپنے ملاقاتی سادات کو دکھلانے یا سنانے کی کوشش فرماویں۔ شاید کہ آپ کی کوشش سے کچھ خادمین جنت البقیع پیدا ہو جاویں۔ اور طرفین کو جناب خاتون محشرؑ کی خدمت گذاری کا صلہ بروز حشر حضور شافع محشرؐ کی جناب سے عطا ہو +

سائل

فاطمی مزار پاک خستہ حال

از زبان بے قیل و قال

خلیج فارس سے طہران تک ریلوے کی تعمیر

بغداد ۱۴ ستمبر۔ حکومت عراق نے بطیفیاتی مراعاتی مسودۂ قانون دھوآں دھار بحث ہونیکے بعد منظور کر لیا ہے۔ اور حقیقی ڈیالہ زراعتی مراعاتی کمپنی کے مالکوں کو نہایت منفعت بخش اور قیمتی جاگیر مل گئی ہے۔ یہ جاگیر طنجہ اور دریائے فرات کے درمیان بغداد کے قریب واقع ہے۔ ۶۰ ہزار ایکڑ زمین پر مشتمل ہے۔ اور بصرہ کی بڑی لائین اس میں سے ہو کر گذرتی ہے۔ کمپنی بہت جلد زرعی نہروں کو ترقی دینا شروع کرے گی۔ نیویارک کی یولن کمپنی کے نائب صدر نے رائٹر کے نامہ نگار سے کہا کہ اگر ہمارے ہاں کوئی غیر متوقع ہڑتال نہ ہوئی۔ اور نہ کوئی اچانک مشکلات پیدا ہوئیں۔ تو پانچ سال کے عرصہ میں ہی ٹرینیں طہران اور خلیج فارس کی جدید بندرگاہ کے درمیان چلتی نظر آئیں گی یہ کمپنی برطانوی اور فرانسیسی تجارتی کوٹھیوں سے ملحق ہے۔ اسے ریلوے کے جنوبی حصہ کی تعمیر انجن اور گاڑیاں مہیا کرنے کا ٹھیکہ مل گیا ہے۔ ریلوے کا کام شروع ہو گیا ہوا ہے۔ حکومت ایران اس عظیم سکیم کے لئے شکر اور چائے کے اجارہ سے روپیہ جمع پہنچا رہی ہے۔ امریکہ کے تجارتی آدمی مالی فیصلہ جات کے متعلق ایران کی عجلت و مستعدی کے مداح ہیں +

التماس دعا جناب شاہ نواز صاحب ایک مخبر زئیں ہیں اور عرصہ سے علیل و بیمار ہیں ناظرین الحافظ سے خاص طور پر التماس ہے۔ کہ انکی صحتیابی کیلئے ہنگام اجابت بخلوص دل سے دعا فرمائیں۔ کہ

کعبہ کی طرف سجدہ کرنے کا فلسفہ

از افادات عالیہ

(حضور حجت الاسلام صدر المفسرین شمس العلماء علامہ حائری صاحب قبلہ مجتہد العصر و الزمان مدظلہ)

سوال:- بعض ہنود ہند کا اعتراض ہم اہل اسلام پر یہ ہے۔ کہ مسلمان ہمیں بوجہ عبادت وسجدہ اصنام کے مشرک قرار دیتے ہیں۔ لکن خود کعبہ اور اُس کی دیوار اور حجر الاسود کو سجدہ کرتے ہیں۔ پس مسلمان بھی سنگ اور بُت پرست ہوئے۔ اِس کا مفصل جواب براہین عقلیہ ونقلیہ سے قلمبند فرماویں۔

الجواب

مقدمہ یہی اعتراض پنڈت لیکھرام کا اسلام پر تھا۔ کہ مسلمان بھی بوجہ سجدہ حجرالاسود کے بُت پرست ہیں۔ پس قبل از شروع جواب اس مطلب کا سمجھ لینا نہایت ضروری ہے۔ کہ ہنود اصل میں دو فرقے ہیں (۱) بُت پرست (۲) غیر بُت پرست۔ یہ فرقہ آریہ بخیال خود خدا کو واحد وحی وقیوم وعلیم وحکیم مدبر عالم جانتے ہیں۔ لیکن نبوت انبیاء سے منکر ہیں۔ یہ مذکورہ فرقہ اپنے گمان وخیال میں حسن وقبح کو عقلی سمجھتے ہیں۔ اور سمعیات سے منکر ہیں۔ **پس** فرقہ بُت پرست ہنود سے پہلے مسئلہ توحید اور صفات کمالیہ وجلالیہ ذاتیہ الٰہیہ میں فیصلہ کر کے ازآں بعد اصنام واوثان پرستی کا بطلان ثابت کیا جا سکتا ہے۔ **اما بعد** فرقہ آریہ پس چونکہ وہ بزعم خود خدائے حی وقیوم کے بدلیل عقل قائل ہیں۔ لہٰذا وہ مجبور ہیں کہ عقلی ونقلی براہین وقوانین سے مستحق عبادت وطاعت کا مخصوصاً خداوند متعال کو ہی سمجھیں ہرگز عقلی دلائل سے غیر کو اُسکی عبادت میں شریک نہیں کر سکتے۔ اما عقل ہر حالت میں ناطق ہے۔ کہ "بمفاد فعل **الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ**" کوئی فعل وقول خداوند حکیم مدبر کا مصلحت سلیمہ وحکمت صحیحہ سے ہرگز خالی نہیں ہو سکتا۔ ورنہ اصحاب مالیخولیا اور مجانین کی طرح نعوذ باللہ خدا جاہل اور عابث اور اُس کے اقوال وافعال کا معاذاللہ لہو ہونا لازم آئے گا۔ بر دئے عقل سلیم یہ باطل ہے۔ **پس** جب یہ ثابت ہوا تو جان لینا چاہئے۔ کہ علت غائی اور غرض وحکمت صحیحہ اس عالم امکانی کے ایجاد وتخلیق میں صرف اُس ذات واجب الوجود کی عبادت کا مخصوصاً بجالانا ہے۔ اسی واسطے اشرف المخلوقات ذوی العقول پیدا کئے گئے۔ اُس کی تائید میں دلیل سمعی بھی ناطق ہے۔ "**ایحسب الانسان ان یترک سدیٰ**" یعنی کیا انسان یہ گمان کئے ہوئے ہے۔ کہ وہ بیکار چھوڑ دیا گیا ہے ہرگز نہیں۔ **ایضاً** "وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون" یعنی میں نے جن اور انسانوں کو نہیں پیدا کیا مگر مخصوص عبادت کے واسطے۔ اور حدیث قدسی "قد کنت کنزاً مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لکی اعرف" یعنی میں ایک خزانہ مخفی اور پوشیدہ تھا۔ پس مجھے اچھا معلوم ہوا۔ کہ میں پہچانا جاؤں۔ لہٰذا مخلوقات کو میں نے پیدا کیا۔ تاکہ میں پہچانا جاؤں۔ اب قطعاً معلوم ہوا۔ کہ ایجاد کل ممکنات، اور موجودات کی علت غائی صرف عبادت خدا ہے اور بس +

تنبیہ - اب سمجھنے کے قابل یہ مطلب ہے۔ کہ طاعت خدا معرفت و عبادت خدا ہے۔ جس کے ثبوت پر عقل و نقل شاہد ہے۔ اما عقلاً اس کا ثبوت اس طرح ہو سکتا ہے کہ حسن حسن و قبح قبیح کو عقل تصدیقاً قبول کرتی ہے۔ جیسے مثلاً دلائل و آثار علوی و سفلی سے موجد موجودات و خالق مخلوقات کے وجود کو دریافت کرنا اور اس کو واجب بالذات اور جامع جمیع صفات کمالیہ و جمالیہ اور تمام نقصانات سے منزہ سمجھنا اور مبدء و معاد کی نسبت دریافت کرنا وغیرہ اس کی مؤید دلیل سمعی بھی موجود ہے۔ آیہ " فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً و علی جنوبہم "۔ یعنی اٹھتے بیٹھتے لیٹتے خدا کو یاد کرو۔ اور آیہ " اینما تولوا فثم وجہ اللہ "۔ یعنے کعبہ محترمہ کی ہر طرف و جہت توجہ کرو۔ کیونکہ بمقتضائے آیہ " قل للہ المشرق والمغرب "۔ اس کی ہر طرف وجہ اللہ اور ذات اللہ حاصل ہو سکتی ہے۔ اس واسطے کہ ہر ذرہ اثر ہے مؤثر موجد کا اور ضروری ہے۔ کہ ہر وقت اثر مستلزم مؤثر ہو۔ اس قسم معرفت میں تمام عقلاء و حکماء و علماء ملل کا اتفاق ہے۔ اما طاعت سمعی ان معارف و عبادات کا نام ہے۔ کہ جن کی حقیقت و کیفیت کا ادراک عقل نہیں کر سکتی۔ جب تک کہ اس کی نسبت اعلام و تعلیم و افہام و تفہیم نہ کی جاوے۔ اس وقت مقصود و مطلوب خدا کے موافق طاعت و عبادت عمل میں آ سکتی ہے۔ لیکن چونکہ ہر وقت ہر ایک مرد و عورت نیک و بد کو اس بات کی قابلیت عقلاً نہ تھی۔ کہ خداوند مجرد اور جسم و جسمانی لوازم سے منزہ انہیں خطاب فرماتا جیسا کہ ادنیٰ سلطان دنیا بھی بغیر کسی سفیر و واسطہ کے ہر وقت ہر شخص سے ملنے کو اپنی شان کے مناسب نہیں سمجھتا۔ لہذا حکمت میں واجب ہوا۔ کہ بمفاد الجنس الی الجنس یمیل بشروں میں سے ایک جماعت کو منتخب اور کامل و فاضل بنا کر اور اپنے اصلی مراد و ارادے سے مطلع اور پورا واقف بنا کر خداوند عالم اپنی طرف سے ہر عصر و زمانہ میں انہیں رسول و معلم اور مبلغ و ہادی بندوں کی طرف بھیجے۔ تاکہ کسی شخص کی حجت خدا پر نہ رہے۔ لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ جس کی پوری تفصیل ہماری کتاب منہاج السلام سے معلوم ہو سکتی ہے۔ **اشکال** عقل کے نزدیک ارسال رسل اور انزال کتب قبیح اور غیر معقول تین دلیلوں سے ہے (۱) انبیاء کا آنا موجب اختلاف و فساد ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ پیغمبروں کو قبول کرتے ہیں اور بعض نہیں۔ پس عقل قبول نہیں کرتی کہ خدا لوگوں میں باعث فساد اور بانی خلاف ہو۔
(۲) اب نبی بعد آنے کے اگر عقل کے خلاف احکام جاری کرے تو خلاف معقول ہونے کی وجہ غیر مقبول ہے۔
(۳) اگر عقل کے مطابق احکام جاری کرے تو تحصیل حاصل ہے۔ لہذا نبی کا آنا عبث اور بے فائدہ ہوا۔
جواب - انبیا علیہم السلام کے آنے میں بے انتہا فوائد ہیں۔ اگر عقل کے مطابق احکام جاری کرے۔ تو جن امور میں عقل کو ادراک کا مجال حاصل نہیں۔ ان میں عقل و عقلا کے واسطے ہدایت و تعلیم و تفہیم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ انبیا کا آنا ہرگز موجب فساد و اختلاف نہیں ہے۔ ہاں اختلاف منکرین کی جہالت کی وجہ سے واقع ہوتا ہے۔ ورنہ ہر عاقل پر روشن ہے۔ کہ انبیا کے آنے سے خیر کلی اور بے انتہا فوائد بندگان خدا کے واسطے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسے مثلاً مینہ برسنے سے غریبوں کے چند مکان گر جاتے ہیں مگر بالمقابل اس ضرر قلیل کے بارش کو روک دینا خدا پر جائز نہیں۔ کیونکہ اس کے برسنے

میں خیر کثیر ہے۔ وہ بمفاد "جعلنا من الماء کل شیٔ حی۔ کل موجودات کے حیات کا باعث ہے۔ پس منکرین بعثت انبیاء کا قول باطل ہوا۔ اما جواب اصل سوال کا براہین عقلیہ و نقلیہ سے ذیل میں لکھا جاتا ہے۔ منجملہ دلائل عقلیہ کے (اول) جبکہ خدا کا حکیم مدبر ہونا ثابت ہوا۔ تو حق سبحانہ نے بعد پیدائش آب و عرش کے سب سے پہلے ذوی الاجسام میں سے زمین کعبہ محترمہ کو پیدا کیا۔ چونکہ ہر صانع کو اپنی پہلی صنعت بالنسبت اور صنایع و بدایع کے بہت عزیز و محترم ہوتی ہے۔ لہذا حق تعالیٰ نے بھی اس پہلی صنعت محترمہ کو تمام معابد و مساجد سے اشرف اور اعظم اور معزز و محترم قرار دے کر قبلہ اہل جہاں مقرر فرمایا اور ثریٰ سے ثریا تک فضا کعبہ اور اُس کے چہار اطراف کو قبلہ اہل دنیا معین فرمایا۔ جیساکہ سلاطین دنیا بھی اپنے بعض اماکن و مساکن کو معزز معظم و مرجع قرار دیتے ہیں۔ پس اس وجہ سے اول الصنایع کا اعتبار خدا نے قیامت تک ثابت کیا اور اس مقام شریف و عظیم کا نام بیت الحرام اور بلد الامین و مکہ و بکہ رکھا۔ یہ وجہ ہے کہ یہ مقام اعظم محترم ہمیشہ سے زیارت گاہ اور قبلۃ الاعمال و العبادات والدعوات بطریق مواجہہ اور محاذات معین ہوا اور مدت العمر میں ایک مرتبہ بوقت تمکن و استطاعت ہر شخص کو زیارت و حج کے واسطے اس مقام شریف میں حاضر ہونا واجب اور فرض عین ہوا (دوم) ہر صبح و شام و عشا و ظہر و عصر کے وقت چار صفیں کعبہ کے چاروں جوانب میں نماز و سجود کے واسطے قائم رہتی ہیں۔ اور کعبہ کے چاروں طرف طواف کرتے ہیں۔ اگر حجر الاسود اُن کا معبود مسجود ہوتا۔ تو عابدوں کی عبادت کعبہ کے چاروں طرف میں صحیح نہ ہوتی۔ (سوم) بیت الحرام کے اندر عابد جس طرف چاہے مواجہہ کر سکتا ہے۔ اور شہر مکہ کے رہنے والے اپنے مکانوں کے اطراف اربعہ میں جس طرف چاہیں نماز و سجدہ کر سکتے ہیں۔ (چہارم) دنیا کے چاروں طرف میں ہر طرف کا رہنے والا اپنے محاذی جہت و طرف کو سجدہ کر سکتا ہے۔ اگر مخصوص حجر الاسود اور اُس کی دیواریں ہی لوگوں کا مقصود و معبود و مسجود ہوتیں۔ تو اُن کی عبادت پھر کسی طرح صحیح نہ ہو سکتی۔ (پنجم) جو لوگ کہ بلند پہاڑوں کی چوٹیوں پر سجدہ و عبادت کیا کرتے ہیں۔ اور نیز جو لوگ کہ سردخانوں اور زمین کی غاروں میں سجدہ و عبادت کیا کرتے ہیں۔ اُن کا سجدہ بھی بمحاذاتِ فضاء کعبہ ہؤا کرتا ہے نہ کعبہ اور حجر الاسود کو پس اگر مقصود اسلام میں حجر الاسود کا پوجنا ہوتا تو سُکانِ مقاماتِ مذکورہ کا سجدہ صحیح نہ ہوتا۔ (ششم) چونکہ حکماء اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کروی الشکل ہے۔ پس زمین کے چاروں طرف میں لوگوں کا قبلہ فضاء کعبہ ہے۔ جو جہاتِ اربعہ میں سے جہت محاذی میں ہو سکتا ہے۔ (ہفتم) حکماء فرنگ کے نزدیک ملک امریکہ بالاعتبار ہم لوگوں کے تحت الاقدام میں واقع ہے۔ اُن کا سجدہ بھی بمقابل حجر اسود اور دیوار کعبہ کے نہیں واقع ہو سکتا۔ پس اُن کا قبلہ بالاعتبار محاذات فوق میں واقع ہوگا۔ (ہشتم) فرضاً اگر کعبہ کی بنیاد معاذاللہ معہ دیوار کے نیچے تک کھود دی جائے۔ اور آثار تک اس کے نہ باقی رکھے جائیں۔ تو قبلہ اسلام قیامت تک اُسی کی محاذ میں باقی رہے گا۔ پس اگر حجر الاسود اور کعبہ کی دیواریں قبلہ ہوتیں۔ تو صورت مذکورہ میں اُس کے کھُد جانے سے قبلہ بھی متروک ہو جاتا ہے۔ اذلیس فلیس۔ (نہم) اگر حجر الاسود معہ دیوار

کے کسی اور ملک میں نصب کیا جائے۔ تو لوگ اس طرف کو قبلہ نہیں بنا سکتے۔ پس اگر حجر الاسود ہی اُن کا مسجود ہوتا۔ تو اسی طرف سجدہ کرنے کا بھی حکم ہوتا۔ چنانچہ بعض قرامطہ نے حجر الاسود کوفہ میں نصب کیا بھی تھا۔ مگر سجدہ اس طرف نہیں کیا گیا۔ (دہم) جو شخص سطح کعبہ پر نماز پڑھے وہ بھی بلحاظ فضا سجدہ کرے گا۔ اس صورت میں جہات اربعہ میں سے کسی طرف بھی حجر اسود واقع نہیں ہو سکتا +

ان دلائل و براہین عقلیہ سے صاف ثابت ہوا کہ اسلام میں حجر الاسود اور کعبہ پرستی نہیں کی جاتی بلکہ مخصوصاً خدائے واحد کی پرستش کی جاتی ہے۔ پس لیکھرام اور فرقہ آریہ کے اعتراض کا عقلی جواب تو ہم نے لکھدیا۔ اما منجملہ دلائل نقلیہ و سمعیہ کے آیہ" فولوا وجوھکم شطر المسجد الحرام" جس میں خطاب واجب ہے۔ کہ تمام مکلفین اپنے ظاہر و باطن بدن کو بقصد توجہ مسجد الحرام کعبہ کی طرف پھیریں۔ کیونکہ شطر کے معنی لغت میں قصد و جہت کے آئے ہیں۔ اور آیہ" اینما تولوا فثم وجہ اللہ" یعنی جس طرف تم پھرو گے خدا اُسی طرف تمہاری مواجہ میں ہوگا۔ بنا براں چاروں جہت یعنی مشرق شرقی کے واسطے اور مغرب غربی کے واسطے اور جنوب جنوبی کے لئے اور شمال شمالی کے واسطے ثری کعبہ سے ثریا تک تمام اشخاص مختلفۃ المقامات کے واسطے قبلہ محاذاتی مقرر ہے۔ زیادہ مفصل تحقیق منظور ہو تو مجلدات تفسیر لوامع التنزیل سواطع التاویل کا ملاحظہ کرنے سے اس مسئلہ میں پورا کشف عطا ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اعلیٰحضرت شہنشاہ پہلوی پردہ کی تائید میں

اعلیٰحضرت شہنشاہ پہلوی نے مقامات رشت اور پہلوی کا اس ہفتہ میں دورہ کیا اور ان مقامات پر مختصر قیام فرمایا۔ حالانکہ اس خبر کی ابھی تصدیق نہیں ہوئی ہے۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ ان مقامات پر اعلیٰحضرت کے بہ نفس نفیس تشریف لانے کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ اُس بلوہ کے اثرات کو مٹا دیں جو وہاں کی عورتوں کے اس اصرار پر کہ وہ نقاب اُلٹ کر پردہ کو ترک کر دیں۔ رونما ہو گیا تھا۔ اس دورہ سے آپ کی غرض یہ تھی۔ کہ بلوہ کو روک کر وہاں کی تجدد پسند عورتوں کے فتنہ کا سدباب کر سکیں +

ایڈیٹر "بہار" سے زوارِ ہندی کی ملاقات

روز سہ شنبہ ۲۱۔ اگست کو چند حضرات اہل بمبئی و ملتان و لکھنؤ نے جو بغرض زیارت مشہد مقدس آئے ہوئے ہیں۔ آقائے سید عباس منصوری کے ساتھ آقائے فاضل ہوشمند مدیر "بہار" سے ملاقات کی دوران گفتگو میں اقدامات شیعہ کانفرنس اور لزوم اتحاد میں شیعان ایران و ہندوستان پر بھی اظہار خیالات کئے گئے۔ بعد گفتگو ان حضرات کو مطبع "بہار" بھی دکھلایا گیا جس میں حال ہی میں دو جدید طرز کی مشینیں جرمنی سے خرید کر لائی گئی ہیں۔ مطبع و ادارہ "بہار" کو دیکھ کر سب نے اظہار مسرت کیا +

پردہ

(از جناب محمد یوسف خاں صاحب حضروی سیکرٹری نعمانیہ ٹریڈنگ کمپنی چاکیواڑہ کراچی)

عورتوں اور مردوں کے کھلم کھلا ملاپ کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو رہی تھیں۔ اُن کے دُور کرنے کے لئے اسلام نے پردے کا حکم دیا ہے۔ گویا ایک بڑے بھاری فتنہ کا سدباب کیا ہے۔ نئی روشنی کے دلدادہ صاحبان پردہ کو قید اور تنزلی کی وجہ بتاتے ہیں۔ اور تہذیب و شائستگی کے خلاف خیال کرتے ہیں۔ اور اعتراض کرتے ہیں۔ کہ پردہ میں رہتے ہوئے کسی قسم کی دینی اور دنیوی ترقی نہیں ہو سکتی۔ مگر ان کا اعتراض بالکل بیجا ہے۔ کیونکہ دنیا میں اس قسم کی ہزارہا مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ پردہ میں رہتے ہوئے انہوں نے ہر قسم کی ترقی کی ہے۔ تاریخ اسلام پر ایک نظر ڈالئے۔ کہ ملک عرب کی بڑی بڑی اسلامی جنگوں میں پردہ دار مستورات نے کیا کیا کارہائے نمایاں کئے ہیں۔ جن کو پڑھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ زیب النساء کو دیکھئے جو کہ شاعری میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھی۔ نورجہاں بیگم زوجہ شہنشاہ جہانگیر جو کہ حکمرانی اور انصاف میں جہانگیر کی دست و بازو تھیں۔ زمانۂ حال میں بیگم صاحبہ بھوپال پابند پردہ ہوئے بڑی خوش اسلوبی سے حکمرانی کرتی رہی ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے باہر دیگر ممالکِ اسلامی میں بھی سینکڑوں زندہ مثالیں موجود ہیں۔ کہ باوجود پردہ دار ہونے کے صنعت و حرفت علم و ہنر اور تالیف و تصنیف میں بالکل مشہور و معروف ہیں۔ جن مستورات نے گھر میں چکی پیسنے معمولی کھانا پکانے اور بیکار بیٹھے رہنے کے سوا اور کچھ نہیں سیکھا ہے۔ وہ ترقی کیا کریں گی۔ یہ والدین کا قصور ہے۔ کہ اپنی دختروں کو اچھے کام نہیں سکھلاتے اور عمدہ تعلیم نہیں دلاتے۔ طرہ اس پر یہ ہے۔ کہ پھر پردہ کی مذمت کی جاتی ہے۔ عورتوں کے لئے پردہ کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ اس سے ان کی بے باکی اور آوارگی بڑھنے نہیں پاتی۔ اور حیا و عصمت برقرار رہتی ہے۔ عقلمند انسان اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ کہ عورت و مرد کا کھلم کھلا ملنا آگ اور بارود کی مانند ہے۔ جو مذاہب پردہ کے پابند نہیں اُن کی حالت ناگفتہ بہ ہے ؎

رات دن ہوتی ہے بے پردگی سے پردہ دری
دیکھو اُس قوم کو جس نے اُٹھایا پردہ

مغربی ممالک کی طرف ذرا غور سے نظر کیجئے گا۔ کیا حالت ہو رہی ہے۔ روز افزوں بے حیائی۔ بے شرمی اور بے باکی کا دور دورہ ہے۔ جس کا آئے دن اخبارات میں ذکر ہوتا ہے۔ بے پردگی کے نتائج ہی کی وجہ سے شوہر اور بیویوں کی آپس میں مقدمہ بازی ہوتی ہے۔ جو لوگ یورپی تقلید میں اندھے ہو کر کہتے ہیں۔ کہ مذہب نے تو پردہ کی اتنی سختی روا نہیں رکھی ہے۔ اور قرآن شریف نے پردہ کی کوئی ایسی پابندی نہیں کی۔ وہ سراسر غلطی پر ہیں۔ اگر وہ قرآن شریف کا بغور مطالعہ کریں۔ تو اُن کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ خداوند تعالیٰ نے کئی جگہ پردہ کی تائید فرمائی ہے۔ مثلاً سورۂ نور اور سورۂ احزاب کے پڑھنے سے

بخوبی معلوم ہو جائیگا کہ پردہ کی کس طرح تاکید کی گئی ہے اسی طرح احادیث صحیحہ سے بھی پردہ کا لازمی ہونا بخوبی ثابت ہے۔ اسلام نے پردہ ایجاد کرکے غیر قوموں پر بھی ایک بڑا بھاری احسان کیا ہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی دیکھا دیکھی اور پردہ کے فوائد سے آگاہ ہو کر انہوں نے بھی اپنے اں پردے کو رواج دیا۔ مگر آج کل مغربی تہذیب میں ڈوبے ہوئے مسلمان حکم خدا اور رسول کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ اور پردہ کی بیخ کنی کے درپے ہیں۔ عموماً دیکھا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ پردہ کے خلاف عوام الناس کو ابھارتے ہیں وہ خود عمل نہیں کرتے۔ لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ وہ کیتے کیوں ہیں جو خود نہیں کرتے کوٹ پتلون پہن کر یورپی تہذیب میں تو شامل ہو گئے ہیں۔ مگر پردہ اٹھانے میں دوسروں کو آمادہ کر رہے ہیں افسوس صد افسوس

اب میں برادران اسلام سے التجا کرتا ہوں۔ کہ وہ اس ضلالت و گمراہی کے گڑھے میں ہرگز نہ گریں۔ جو کہ خطرہ و نقصان سے خالی نہیں ہے۔ یاد رکھیئے کہ ہم ہرگز مذہب کو پس پشت ڈال کر ترقی نہیں کر سکتے +

ہادی راہِ نجات کیسا ہونا چاہئیے

(از جناب مولوی محمد رمضان علی صاحب۔ مُبلّغ پنجاب شیعہ مشن۔ از نور پور ضلع کانگڑہ)

یہ ایک معرکتہ الآرا مسئلہ ہے۔ جو سطحی نظر سے نہ دیکھا جانا چاہئے۔ کیونکہ اسی ایک مسئلہ پر حقیقت دین اور دنیا کے فلاح اور نجات کا مدار ہے۔ اس میں تو کسی کو بھی انکار نہیں۔ کہ حقیقی راہنما اور ہادی انبیاءؑ اور آئمہؑ ہیں۔ مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جن صفات سے انبیاء متصف ہیں۔ امام میں وہ اوصاف لازمی ہیں یا نہیں ؟

(۱) امام ذریت ابراہیم سے ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ یہ عہد ذریت ابراہیمؑ کے واسطے ہے +

(۲) امام ایسا ہی مخلص، حنیف، طاہر پاک ہونا لازمی ہے۔ جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ حنیف تھے۔ "اتبع ملتہ ابراھیم حنیفاً" تابعداری کر ابراہیمؑ کی جو میرا خالص بندہ تھا۔ کبھی اُسنے شرک نہ کیا +

اِنَّ ابراھیم کَانَ امتہً قانتاً للہ حنیفاً وَلَم یَکُ من المشرکین۔ بے شک ابراہیمؑ امام برحق تھا۔ خدا کا نہایت ہی فرمانبردار خالص بندہ تھا۔ خلوص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرنے والا۔ اور وہ ہرگز ہرگز شرک کرنیوالوں میں سے نہ تھا +

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَ الْمِيزَانَ۔ ہم نے دنیا پر رسول بھیجے۔ اور ان کے ساتھ کتاب عدل کے ساتھ چلانے والی +

حضرت عیسیٰؑ حالت شیر خواری عہد میں فرماتے ہیں۔ اِنِّی عَبْدُ اللہِ آتَانِیَ الْکِتَابَ وَجَعَلَنِی نَبِیًّا۔ میں خدا کا بندہ ہوں۔ اپنے ساتھ کتاب لایا ہوں اور مجھ کو خدا نے نبی بنایا ہے +

مومنین آیاتِ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک نبیؑ پر نزول کتاب تنزیلی ہوا ہے۔ اور ایک کتاب وجودی ہے۔ جو ہر ایک نبی کی ذات کے ساتھ اُس ذاتِ بابرکات نے متعلق کر دی ہے۔ اور خود نبی بالذات کتاب ہے۔ اسی لئے خدا نے نبی کو لفظ ذکر سے بھی یاد فرمایا ہے۔ انزلنا الیکم ذکراً رسولاً۔ اور یہاں ذکر محض حضور ختمی مرتبتؐ کو فرمایا ہے۔ آپ غور فرماویں کہ حضرت عیسیٰؑ نے مہد میں شہادت دی ہے۔ کہ میں خدا کا بندہ ہوں اپنے ساتھ کتاب لایا ہوں۔ مگر نزول وحی ۲۳ سال کے بعد ہوا ہے۔ اور آپ کا اظہار کتاب وجودی کا ہے۔ مگر آپ کلمۃ الحق تھے۔ اور کتاب وجودی کا تعلق ذاتِ نبی کے ساتھ تھا۔ کتاب وجودی کا تعلق امام کے ساتھ بھی ویسا ہی ہے۔ جیسا نبی کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ فعل الخیر کی وحی امام کے لئے بھی ہے۔ جیساکہ خدا فرماتا ہے۔ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَا اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ۔ اور ہم نے ان کو امام بنایا جو ہمارے امر سے ہدایت کرتے ہیں اور ہم ان کو فعل خیر اور اقامۂ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کی وحی کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے ہی خالص عبادت گذار اور مخلص بندے ہیں۔

آئمہ ہدایت کی شناخت خدا بتلاتا ہے۔ کہ وہ تمہارے ولی اور اولیٰ بالنفس بھی ہیں۔ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ۔ اس آیہ کی شانِ نزول تفسیر حسینی میں دکھلائی ہے۔ کہ رکوع میں زکوٰۃ دینے والے علیؑ ہیں۔ سوائے اس کے نہیں۔ کہ ولی تمہارا خدا ہے۔ اور اس کا رسول ولی ہے۔ اور وہ لوگ جو خلوص دل سے ایمان لائے۔ اور نماز کو خضوع و خشوع سے قائم کرتے ہیں۔ اور حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دیتے ہیں ✦

اب اس سے معلوم ہو گیا۔ کہ تقررِ امام منجانب اللہ ہے۔ امام کتاب وجودی رکھتا ہے۔ امام کو خدا فعل خیر اقامۂ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ کی وحی کرتا ہے۔ اور زکوٰۃ بھی کیسی اور کب؟ حالتِ رکوع میں جس امام میں یعنی جس امام کا تقررِ ذریت ابراہیمؑ سے بہ نصب قرآن حمید خدا نے فرمایا۔ اس کی اطاعت کا حکم بھی خدا فرماتا ہے۔ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔ اولی الامر سے وہی صاحبِ حکم مراد ہیں جن کی تعریف کی گئی۔ اور ان کا امر ہر شے پر جاری ہے۔ اور ان کے امر سے کسی کو کسی حالت میں بھی تخلف جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اولی بالنفس ہیں۔ جو ان کے حکم سے پھرا۔ وہ رسولؐ کے حکم سے پھرا۔ اور وہ باغی اور گمراہ ہوا ✦

امام ہمارے اعمال کا بھی شاہد ہے۔ اور ولی۔ امام اور اولی الامر کو خدا اُمتِ وسطیٰ قرار دیتا ہے اور اس جگہ اس گروہ کی وضاحت واضح طور پر خدا نے کر دی ہے۔ اب اگر کوئی آئمہ علیہم السلام آلِ رسول کو نہ پہچانے۔ تو ان کے دلوں کے قفل کو کون کھول سکتا ہے؟ وَجَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ ان ہی آئمہ علیہم السلام کی طرف خدا خطاب فرماتا ہے کہ اسی طرح ہم نے تم کو اُمتِ وسطیٰ بنایا تاکہ تم عامۃ الناس پر شاہد ہو اور رسول تم پر شاہد ہو۔ اور اسی آیہ کی تعبیر میں فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ۔ تاکہ ہو گواہ تم پہ

رسولؐ۔ اور تم گواہ ہو۔ لوگوں پر ✦

یہی اُمتِ وسطیٰ ہے۔ جو امام اولی الامر اولو العلم راسخون فی العلم ہیں۔ اور عامۃ الناس کے اعمال کے محافظ ہیں۔ خدا سے لیتے ہیں اور ہمیں دیتے ہیں۔ فعل خیر کے ہادی ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ہادی عامۃ الناس کو فعل الخیر کا عملی جامہ پہنانے کے لئے خود عامل بنتے ہیں اور دکھلاتے ہیں۔ کہ فعل خیر جس کی وحی خدا نے ان کو کی ہے۔ کس طرح سرانجام دیا جاتا ہے ✦

بنائے اسلام جو ہمارے آقا مولا امام ہمام خامس آل عبا حضرت سید الشہداء نے تعلیم کی ہیں اور خود عامل ہو کر بتلایا ہے۔ ایسی تعلیم مکمل کسی نبی وصی ولی نے نہیں کی ✦

آپ خود حکمت الحق ہیں۔ قرآن ناطق کتاب وجدی ہیں۔ یہ وہ کتاب وجودی ہیں۔ جنہوں نے کتاب اللہ تنزیلی پر قدم رکھ کر فاتحہ سے سب اُتارا۔ کتاب وجودی کی سواری کی تھی جنہیں رسول اللہؐ نے سردار جوانانِ بہشت فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جھولا جھلایا۔ خدائے علیم نے ابن رسول فرمایا۔ اور حضرت ختمی مرتبتؐ نے حسین منی وانا من الحسین۔ قرار دیکر کلمۃ الحق فرمایا۔ حاجی ایسے کہ ہمیشہ حج فرماتے۔ آخیر حج قابلِ ذکر ہے۔ یزید ملعون کی فوج درپئے آزار ہے۔ نانا رسولؐ کے روضۂ مبارک پر استغاثہ فرماتے ہیں۔ آخری وداع سے فارغ ہو کر عازم حج ہوتے ہیں۔ مگر حج کو بوجہ خیال حرمتِ خانہ کعبہ عمرہ سے تبدیل فرماتے ہیں۔ ایسے وقت میں بھی ارکانِ حج بجا لاتے ہیں۔ کہ فوج ظالم اُمڈی چلی آ رہی ہے۔ آپ کعبہ سے جلدی روانہ ہوتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ وجہ بنیں جس سے حرمت خانہ کعبہ برباد ہو ✦

روزِ شہادت سائل کو زکوٰۃ دی اور بتلا دیا کہ زکوٰۃ کی ادائگی دشمن کی تلوار کے سایہ میں بھی لازمی ہے ✦

نمازِ حسینؑ ایسی نماز ہے۔ جس کا نمونہ ازل سے ابد تک نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ شمر ملعون خنجر لئے کھڑا ہے۔ اور اس سے اجازت چاہتے ہیں۔ کہ نماز کا وقت ہے۔ اے شمر مجھے اپنے خالق حقیقی کی بارگاہ میں سربسجود ہونے دے۔ مگر نام کے مسلمان جن بارہ ہزار قاریٔ قرآن اور حسینؑ کے نانا کی اُمت کے نمائشی مسلمان خواہاں ہیں۔ کہ جلد حسینؑ کو ذبح کرو۔ کہ وقتِ نماز تنگ ہو رہا ہے ✦

حسینؑ نے ہی نہیں بلکہ علی اصغرؑ شیر خوار ششماہا نے بھی تین روز کی بھوک پیاس میں نام کے مسلمانوں پر حجت تمام کر کے بتلا دیا۔ کہ روزہ کس طرح رکھا جاتا ہے اور اسکی افطاری تیر حرملہ سے کیسی ہوتی ہے ✦

مومنین حسینؑ جیسے آئمہ ہدایت فعل خیر بھی صفحہ دنیا پر کبھی نظر آتے ہیں؟ یہی امام منجانب اللہ ہیں۔ جن کے واسطے خدا نے فرمایا ہے۔ وجعلنا ھم آئمۃ یھدون بامرنا واوحینا الیھم فعل الخیرات اور ان کی صفت اقامۃ الصلوٰۃ ایسے کٹھن وقت میں شمر کے خنجر تلے اور ادائے زکوٰۃ نرغۂ اعدا میں کرتے ہیں۔ مومنین کو ان اعمال فعل الخیرات میں ہی تو ان کا اسوۂ حسنہ حاصل کرنا چاہئے۔ صرف رو پیٹ لینے پر ہی اس ذبح عظیم کے واقعہ شہادت کا خاتمہ نہ کرنا چاہئے۔ مومنین قابلِ غور امر ہے۔ جس کی شہادت آیۂ بالا سے خدا کر رہا ہے۔ کیا وہ امام جو ہمارے اعمال کا نگران اور شاہد ہے! حاشا اللہ آپ انصاف سے بتلاویں۔ کہ وہ اپنے نانا کی اُمت کو ایک ظالم فاسق اور فاجر کی نگرانی میں جو بھیڑیا صفت ہو۔

یا شیطان کے قابو میں چھوڑ کر علیحدہ ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ پس آپ خود بتائیں۔ کہ اس کلمۃ الحق کو کیا کرنا چاہیئے ✦

اگر حسینؑ خدانخواستہ یزید ملعون کی بیعت کرتے جس کی اس ملعون کو خواہش تھی۔ تو کیا اسلام قائم رہتا؟ جیسا کہ خیال فرقۂ اہل قرآن نمائشی کا ہے کہ حسینؑ نے تقیہ کیوں نہ کیا ✦

مومنین۔ تقیہ محض اپنے نفس کے لئے جائز ہے۔ اگر ایسے وقت آپ کلمۃ الحق ہو کر تقیہ فرماتے تو عامۃ الناس کا یہی خیال اور یہی مذہب ہو جاتا کہ اتباع یزید جائز ہے اور درست ہے۔ کیونکہ ایک عابد طاہر، مخلص، بندۂ خدا یزید جیسے فاجر کی بیعت کرتا ہے۔ اور وہ اسلام حقیقی جس کے واسطے رسول اللہؐ نے صعوبتیں اُٹھائیں۔ تکلیفیں سہیں۔ دانت تڑوائے برباد ہو جاتا! دوسری صورت شہادت کی تھی۔ کیونکہ آپ کلمۃ الحق تھے۔ امام تھے۔ ہادی تھے۔ اولی الامر تھے۔ اُمت محمدی کی بربادی گوارا نہ تھی۔ ابن رسولؐ تھے۔ اُمت محمدی کا قیام مدنظر تھا۔ اس لئے لازمی تھا۔ کہ قیام اسلام کے لئے اپنی جان دین اسلام پر رضائے الٰہی میں اپنے بچے نثار کریں۔ مال کا نقصان سہیں۔ جانیں دیں۔ انصار کو نثار کریں۔ بھوک پیاس کی تکلیفیں گوارا کریں۔ خیمے جلوائیں یہاں تک کہ اہل حرم بے مقنع وچادر ہوں۔ عابدؑ طوق و زنجیر پہنیں۔ ظالم کٹھن سے کٹھن مصائب پڑے جائیں۔ صبر کریں اور صابر کہلائیں۔ اور خدائے کریم کی خوشنودی میں مصداق آیہ ولنبلونکم بشیئٍ من الخوفِ والجوعِ ونقصٍ من الاموالِ والانفس والثمرات وبشر الصابرین کے ہوں ؎

سر داد نہ داد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسینؑ

مومنین۔ شہادت حسینؑ نے اسلام کا جہاز گمراہی اور ضلالت کے سمندر میں غرق ہوتا ہوا بچا لیا ہے پس صابر حسینؑ اور کلمۃ الحق کے مصائب اور شہادت کو سطحی نظر سے نہ دیکھو۔ اور صرف رونے پیٹنے پر اس کو ختم نہ کر دو۔ بلکہ اس شہادت کے ہر ہر نکتہ کو اپنے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیتے ہوئے فعل الخیرات پر جو اس سچے اور بے لوث ہادی نے تم کو اپنے طرز عمل سے تعلیم دی ہیں عمل کر کے نجات دارین حاصل کرو ✦

شکریہ والتماس دعا

جن جن کرم فرماؤں اور انجمنوں نے میرے برادر خورد کی بیماری کے متعلق مجھ سے ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ بباعث پریشانی اور کم فرصتی اُن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ لہذا بذریعہ الحافظ اُن کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ناظرین الحافظ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مریض کی شفایابی کے لئے دعا کریں ✦

سید رضا علی۔ پریزیڈنٹ شیعہ مشن کانپور
منیجر ایکس رجمنٹ۔ کان پور

خلیفۃ اللہ و خلیفۃ الناس

نمبر ۱۲

عمر کا حسبنا کتاب اللہ کہنا اور قولِ رسول صلعم کو منسوب بہ ہذیان کرنا کس خوشی سے ابوبکر نے سُنا کیا اُنہیں منظور نہیں تھا بے شک یہ حسب خواہش بات تھی۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک بھی کتاب اللہ کافی تھی۔ اور (معاذاللہ) قولِ رسول صلعم اسی لائق تھا۔ تب ہی تو ایک لفظ بھی اِس کلمۂ ناشائستہ کے سننے پر زبان سے نہ نکلا۔ ورنہ تیغ اسلام یوں دین و دنیا کے بادشاہ کے شان میں الفاظ نازیبا و ناروا سُن کر نیام میں پڑی نہ رہتی۔ ابوبکر کی اِس معاملہ میں رضامندی اور خاموشی مسلمہ ہے۔ اوراقِ تواریخ اس معاملہ میں خالی نظر آتے ہیں +

اگر یہ حضرات وصیت تحریر کر لینے دیتے تو یقیناً کوئی گمراہ نہ ہوتا۔ لہذا کہنا پڑتا ہے۔ کہ عدم تحریر وصیّت کے وجہ سے ۷۲ فرقہ (بقول رسول صلعم) گمراہ ہوگئے۔ اور اِس کے بانی مبانی یہی حضرات ہوگئے جنہوں نے شان رسالت میں آوازیں بیجا طور پر بلند کر کے قول رسول صلعم و قولِ خدا ما اٰتکم الرسول الخ ومن یطیع الرسول فقد اطاع اللہ سے مخالفت کر کے لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی لا تجہر کے کیونکر پوری مخالفت کی۔ صحابہ اور اللہ کی مخالفت عمر اور یہ جرأت۔ کیا یہ حرکتِ بیجا ان کے اعمال کو خبط نہ کر دے گی (پ ۲۶ ع ۱۳ لا ترفعوا الخ) اور بمفاد آیۃ والذین یؤذون رسول اللہ لہم عذاب الیم۔ (پ ۱۰ ع ۱۴) باعثِ ایذا رسول صلعم نہیں ہوئے۔ اور رسول زمن صلعم کو کمال ایذا نہیں پہنچی۔ تب ہی تو (بقول معارج النبوۃ) بارگاہِ رسالت سے اُٹھا دیئے گئے۔ جن کو گذشتہ کا خیال نہیں وہ آیندہ کی بابت کیا جان سکتے ہیں۔ اپنے زعم ناقص میں کتاب اللہ کو کافی سمجھ لیا تھا۔ اگر دعویٰ من عندہٗ علم الکتاب کرتا تو ایک گونہ صاحبانِ معرفت کے نزدیک زیبا ہوتا۔ جس نے عمر کو بارہا ہلاکت سے بچایا تھا۔ لولا علیؑ لھلک عمر (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۷) مقام حیرت ہے۔ کہ خدائے عالم الغیب نے تو محض قرآن کو کافی نہ سمجھا۔ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتابٌ مبین۔ لیکن عمر ایسے عالم بے بدل کہ ان کے نزدیک محض قرآن کافی تھا ؎ بریں عقل و دانش بباید گریست

بہرحال سلطانِ دو عالم صلعم فخر بنی آدم صلعم نے رحلت فرمائی۔ ابوبکر و عمر و عثمان و دیگر اصحاب میّت مطہرہ بلا تغسیل و بدون تکفین و تدفین چھوڑ کر چلے گئے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ پہنچ کر ایک ہاتھ کا دینا تھا کہ ابوبکر خلیفہ ہوگئے۔ معاذاللہ صحبتِ صاحب خلق عظیم کا اثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ کیا صحابہ کے اخلاق کا تقاضا یہی تھا۔ کہ نعش مبارک کس مپرسی کی حالت میں پڑی رہی۔ غرض جادۂ خلافت خودساختہ پر قدم رکھتے ہی قول حسبنا کتاب اللہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پہلے پہل قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ پ ۲۵ ع ۴ ۱۴۔ اجر تبلیغ رسالت سے سبکدوشی حاصل کرنے کے لئے تیار

ہوسکے۔ جس میں اطاعتِ خدا و اطاعتِ رسولؐ پنہاں تھی۔ زمانہ دیکھے ہوئے تھے مصلحتِ وقت سمجھ کر پہلے رسول زادی کی تعزیہ پُرسی کے لئے اُٹھے۔ چونکہ جانتے تھے۔ کہ سیدہؑ سے بڑھ کر کوئی قرابت والا نہ تھا۔ گو اگر سیدہؑ بضعہ رسولؐ تھیں۔ تو علیؑ بھی نفسِ رسولؐ۔ حسنینؑ ابنائے رسولؐ تھے۔ لیکن عالم وجود میں سیدہؑ ہی قریب ترین تھی۔ اور بقول عائشہ۔ بعد رسولؐ سب سے افضل تھیں ما رأیت احداً افضل من فاطمہ غیر ابیہا۔ (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۷۳) جس کا محارب رسولؐ کا محارب جس کا دشمن رسولؐ کا دشمن تھا (مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلی صفحہ ۵۶۷) جو سیدہ و سردار تھیں بہشت کی تمام عورتوں کی (صحیح بخاری) ان کو غضب ناک کرنے والا رسولؐ کو غضب ناک کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۴ فضائل اصحاب النبی باب مناقب فاطمہ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بمبئی۔ ترمذی۔ جلد ۲ صفحہ ۲۴۸) جس کو دیکھ کر رسولؐ تعظیماً کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ (ترمذی روایتِ عائشہ صفحہ ۲۴۹ جلد ۲ مطبوعہ احمدی میرٹھ) جن کے درِ دولت پر نو ماہ تک پیغمبر اسلام صبح کے وقت جا کر پکارتے تھے یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ الخ (شیخ سلیمان قندوزی ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۷۴) یہ تو آقا زادی کی ذاتی فضیلت ہے۔ مکانی احترام یہ ہے۔ کہ "فی بیوت اذن اللہ الخ" پڑھنے پر ایک شخص کے سوال کرنے پر رسالت مآبؐ نے خانہ سیدہؑ کو مکانِ انبیاء سے افضل بتایا ہے (تفسیر در منثور امام سیوطی)۔ یہی خانہ عرش منزلت کہ مہبط جبرئیلؑ و میکائیلؑ تھا۔ جس پر رسولؐ نے نو ماہ تک سلام کیا ہے۔ وہ اس لائق تھا۔ کہ عمر آگ اور لکڑی لے کر آئے۔ اور جلا دینے کا ارادہ کرے (تاریخ ابو الفدا ترجمہ اردو جلد ۱ صفحہ ۳۷۵) رونگٹے بدن پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جس وقت یہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے۔ جس کا باپ شافع محشر۔ جس کا شوہر قاسم نار و جنان۔ جس کے بیٹے سیدا شباب اہل الجنہ۔ جس کی اولاد امام الانس والجنہ۔ جو خود (فاطمہؑ) نارِ دوزخ سے آزاد کرنے والی ہو۔ اس ساعت اس مکان رفیع الشان میں نہ تھا کوئی غیر مگر وہی استیاں تھیں۔ جنہیں رسولؐ بروز مباہلہ نجران بحکم خدا فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم لے گئے تھے۔ یا یوں سمجھ لیجئے۔ کہ وہ ذاتیں تھیں۔ جو بوقت نزول انما یرید اللہ الخ چادرِ تطہیر میں تھیں۔ اور بھی واضح کر دوں۔ وہ نفوس تھے۔ جن کی محبت اجر تبلیغ رسالت قرار پائی۔ عمر نے یہی نہیں کیا۔ آقا زادی کو ضرب بھی لگائی اور ضرب بھی ضرب تازیانہ۔ محسن معصوم کا خون ناحق بھی کیا۔ (کتاب ملل والنحل مطبوعہ مطبع بولاق مصر صفحہ ۲ عبد الکریم شہرستانی) (معارج النبوۃ رکن چہارم باب سوم مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۴) کہنے والے کہتے ہیں۔ کہ محض عمر نے ارادہ کیا تھا۔ لیکن شرح ابن الحدید کا صفحہ ۳۷ شاہد ہے۔ کہ عمر نے آگ لگا دینے کی قسم کھائی۔ عمر کی تند مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں (الفاروق مطبوعہ مفید عام حصہ اول صفحہ ۷ شمس العلما محمد شبلی نعمانی) غرض عمر و ابوبکر کا باب خانہ فاطمہ کو آگ لگا دینے کی قسم کھانا۔ آگ اور لکڑی ساتھ لے جانا۔ سیدہ کو اذیت پہنچانا۔ معصومہ کو غضب ناک کرنا اور اس کا اعتراف کرنا۔ اس کی تلافی کے لئے آستانہ مبارک پر آنا۔ سیدہؑ کا اندر داخل ہونے کی اجازت نہ دینا۔ سیدہ کا سلام

جواب نہ دینا۔ فاطمہ زہرا کا پدر عالی قدر کا نام لے کر اور مخاطب کر کے فریاد کرنا اظہر من الشمس ہے۔ کیا معصومہؑ کا غضب ناک کرنا رسولؐ کو غضب کرنا نہیں ہے۔ اگر ہے تو کیا عذاب مہین کے مستحق غضب ناک کرنے والے نہیں ہوئے۔ اہلبیت رسولؐ کے ساتھ یوں متمسک ہوئے۔ اور کتاب اللہ (حبل ممدود) کے ساتھ یوں متمسک ہوئے کہ پہلے جلا دینے کا حکم نافذ کیا (صحیح بخاری مطبوعہ بمبئی جلد ۶ فضائل قرآن صفحہ ۲۶ مشکوٰۃ شریف مطبوعہ محمدی دہلوی صفحہ ۱۵ تفسیر اتقان مطبوعہ مطبع احمدی صفحہ ۸۴) پھر جلا دیا (صواعق محرقہ مطبوعہ بہیہ مصر صفحہ ۱۶ تاریخ خمیس مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۳۴) کیا اسی طرح بہ تعمیل انی تارک فیکم الثقلین یا خلیفتین کتاب اللہ یا عترت اہلبیت سے تمسک کیا جاتا ہے سے ہیچ کافر نکند آنچہ مسلماں کردند!

دوسرا کار نمایاں جو ان دونوں حضرات سے ظہور پذیر ہوا۔ وہ اول غصب فدک ہے۔ جس کی سالانہ آمدنی ۴۰۰۰۰ سکہ رائج الوقت تھے (روضۃ الصفا) جس سے محتاجوں کے کام نکلتے تھے۔ اور پیغمبر اسلامؐ کا یہ رقبہ خالصہ قرار پایا تھا (صاحب صراح) وآیت ذوالقربیٰ نازل ہونے پر بحکم خدا (معارج النبوۃ نولکشور رکن ۴ صفحہ ۲۲۱) رسول مقبولؐ نے سیدہؑ کو بلا کر یہ قریہ عطا فرمایا (ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۱۲۰) اور نوشتہ بصورت وثیقہ لکھ دیا (معارج النبوۃ) لیکن ابوبکر نے وثیقہ کو صحیح باور کرتے ہوئے معصومہ سے ثبوت طلب کیا من عندہ علم الکتاب کے شہادت کو مسترد کیا جس نے رسالت کی شہادت دی تھی۔ اور معصومہؑ کو محروم کر کے اس حد تک ناراض کیا کہ آخر کار سیدہؑ کو قسم کھانا پڑا۔ کہ تمام عمر بات نہ کروں گی۔ اور تیرے لئے نمازمیں بد دعا کروں گی۔ وصیت بھی کی۔ کہ اے ابوالحسن مجھے شب کو دفن کرنا۔ اور ابوبکر میرے جنازے پر نہ آوے (شرح ابن ابی الحدید جلد ۲) بقول بخاری رسول زادی نے تمام عمر کنارہ کشی کی۔ پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ ہم اُس سے علیحدگی اختیار نہ کریں +

صابر جونپوری

اسلامی لغت

یہ ایک معرکتہ الآرا مفید خاص وعام اسلامی لُغت ہے۔ جسکو جناب حامد حسین صاحب رضوی علیگ نے تصنیف فرما کر اردو لٹریچر میں ایک نہایت ہی مفید اور کار آمد کتاب کا اضافہ فرمایا ہے۔ جو معلومات کتب کثیرہ اور لغات کے مطالعہ سے نہیں حاصل ہو سکتیں۔ وہ اس ایک اسلامی لغت کے پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ فاضل مصنف نے اس میں الفاظ و مصطلحات کے علاوہ انبیا و آئمہ معصومین علیہم السلام مشاہیر اسلام اور اسلامی علوم کے حالات کی تاریخیں بھی بیان کی ہیں اور اس میں ان تمام الفاظ و اصطلاحات کی محققانہ تشریح بھی ہے۔ جو اسلامی لٹریچر میں علمی تاریخی فقہی جغرافی مذہبی تصوفی حیثیت سے مستعمل ہیں۔ اسلئے میں سفارش کرتا ہوں کہ اس مفید دلچسپ اور پر از معلومات لغت کو ہر کتبخانہ اور ہر اردو خواں گھر میں ہونا چاہیئے۔ کاغذ، کتابت اور طباعت بھی عمدہ ہے۔ جناب مصنف سید حامد حسین صاحب رضوی (علیگ) اسلام پورہ۔ ایوت محل (برار) کے پتہ سے بقیمت عہ/ جلد طلب فرمائیں +

مہدی موعود علیہ السلام

نمبر ۲

گذشتہ سے پیوستہ

(مقتبس از رسالہ "مہدی موعود" مصنفہ حضرت شمس العلما حجۃ الاسلام سرکار علامہ حائری مجتہد العصر دام ظلہ)

غیبت مہدیؑ پر اعتراض کا جواب اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ سینکڑوں برس سے غائب کسی کو کیوں زندہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عادۃً اتنے طویل عرصہ تک کوئی زندہ نہیں رہ سکتا +

سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ایسے معترض یقیناً تواریخ اور اپنی مذہبی روایات سے نا آشنا ہیں حالانکہ تورات سے ثابت ہے۔ کہ ذوالقرنین نے تین ہزار برس عمر کی ہے۔ محمد بن اسحاق مشہور مورخ لکھتا ہے۔ کہ عوج بن عنق ۳۰۰۰ برس تک زندہ رہا۔ ضحاک ۱۰۰۰۔ طہورث ۱۰۰۰۔ افینان ۹۰۰ برس۔ مہلائل ۸۰۰۔ نفیل بن عبداللہ ۷۰۰ برس سطیح الکاہن ۶۰۰۔ عامر بن العرب ۵۰۰ برس۔ سام بن نوح ۵۰۰ برس۔ حرث بن مضاض ۴۰۰ برس۔ ارفخشد ۴۰۰ برس قیس بن ساعدہ ۳۰۰ برس سلمان فارسی ۲۵۰ برس تک زندہ رہا۔ اور ذوالکتابین سے ملقب ہوا +

اور اسلامی روایات کے مطابق تو حضرت عیسیٰؑ۔ ادریسؑ اور الیاسؑ اس وقت تک زندہ ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ جب تواریخ کی رُو سے ان لوگوں کا ہزاروں برس کی طویل عمر کرنا ثابت ہے۔ تو اگر قدرت نے امام مہدیؑ کو بھی طویل العمر کر دیا ہے۔ تو اس میں کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ خاص کر جبکہ اسلامی روایات سے بھی امام مہدی کا بعد تولد اس وقت تک زندہ اور غائب و مخفی ہونا ثابت ہے۔ دیکھو امام سلیمان حنفی کی ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۵۱ سطر ۱۹ بضمن ذکر امام مہدیؑ لکھا ہے۔ وکان مولد المنتظر لیلۃ النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین امہ ام ولد یقال لہا نرجس توفی ابوہ وھو ابن خمس سنین فاختفی الی الآن انتہیٰ بلفظہ۔ اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ سطر ۱۹ میں ہے۔ متر فی المدینۃ وغاب فلم یعرف این ذھب انتہیٰ بلفظہ۔ خلاصہ یہ کہ شب ۱۵ ماہ شعبان ۲۵۵ھ کو امام مہدی متولد ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام الولد نرجس خاتون تھا جب ان کے والد نے وفات پائی۔ تو ان کا سن پانچ برس کا تھا۔ پس اس وقت تک وہ مخفی ہیں۔ اور صواعق محرقہ کی روایت کے مطابق وہ مدینہ میں پوشیدہ ہو کر غائب ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ جناب کہاں چلے گئے +

کیوں؟ اب تو ثابت ہوا نا کہ تنہا شیعہ ہی امام مہدی کے غیبت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ سُنی بھی ان کے مخفی اور غائب ہونے کے قائل ہیں +

جب ہم نے ولادت اور غیبت دونوں کو جمہور آئمہ اہلسنت کے روایات سے ثابت کر دیا ہے۔ تو اب